© rasailojaraid.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# نظرات

ہندوستان میں مسلمانوں نے عظیم جانی ومالی نقصانات اٹھاکر اور ان پر صبر کر کے اس ملک میں رہنے اور اس کو اپنا وطن عزیز سمجھنے کی جو قیمت ادا کی ہے اس کی وجہ سے انسانیت، شرافت اور انصاف کا تقاضا تو یہ تھا کہ ان کے ساتھ ہمدردی کی جاتی ان کی دلجوئی اور دلداری میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا جاتا اور ان کے گہرے زخموں پر رحم وکرم کے مرہم کا پھایہ رکھنے کی کوشش کی جاتی۔ لیکن افسوس ہے کہ گنگا الٹی ہی بہہ رہی ہے ملک کے بعض نامور لیڈر جو اس ملک کی پرانی تہذیب اور یہاں کے کلچر کی نمائندگی کرنے کے دعویدار ہیں اور جو مستقبل کے نگارخانہ کو فراموش شدہ ماضی کے نقش ونگار سے پھر از سر نو آراستہ کرنے کے لئے ہر وقت بے تاب و مضطرب نظر آتے ہیں کوئی دن نہیں جاتا کہ وہ مسلمانوں کے زخموں پر مرہم کا پھایہ رکھنے کے بجائے اور ان پر نمک پاشی کی کوشش نہ کرتے ہوں وہ اپنی تقریروں اور بیانات میں جلی کٹی باتیں کہہ کر مسلمانوں میں اور بددلی اور بیزاری نہ پیدا کرتے ہوں۔ جس کلچر اور جس تہذیب کی علمبرداری کا وہ دعویٰ کرتے ہیں اگر ان کی یہ ذہنیت اور ایک کمزور وغیر موثر اقلیت کے ساتھ ان کا یہ رویہ اس کلچر اور اس تہذیب کا صحیح نمونہ ہے تو کسی کو اس میں شبہ نہیں ہونا چاہئے کہ دنیا اس کلچر کی نسبت کیا رائے قائم کرے گی اور عدل وانصاف کے محکمہ سے اس کے متعلق کیا فیصلہ صادر ہوگا۔

تو بخویشتن چہ کردی کہ بما کنی نظیری     بخدا کہ واجب آمد ز تو احتراز کردن

اتر پردیش میں اردو کو علاقائی زبان تسلیم کرانے کے لئے دستخطوں کی جو ایک مہم چند ماہ سے جاری ہے وہ ایک بالکل لسانی تحریک ہے۔ اور اس کو کسی طرح بھی فرقہ وارانہ تحریک نہیں کہا جا سکتا اس میں ہندو، مسلمان، عیسائی اور سکھ جن کی مادری زبان اردو ہے سب ہی برابر کے شریک ہیں لیکن انگریزی میں ایک مثل مشہور ہے کہ کتے کا کوئی برا نام رکھ دو اور اسے مار ڈالو، شری پرشوتم داس ٹنڈن ایسے بعض نامور لیڈروں کا اردو کے بارے میں رویہ یہی ہے اور وہ انگریزی کی مذکورہ بالا کہاوت پر

© rasailojaraid.com